خواتین کو حصول وراثت میں درپیش مسائل کی وجوہات: پاکستانی معاشرے کا تجزیاتی مطالعہ

Reasons for problems faced by women in acquiring inheritance: An Analytical Study of Pakistani Society

Sohail lshtiaq
PhD Scholar, University of Gujrat:
sohail34210040@gmail.com

Tayyaba Bibi
MS Scholar, University of Sialko:
tayyababibi92@yahoo.com

Saima Batol
MS Scholar, University of Sialkot:
Saimahussaini1214@gmail.com

Abstract
Inheritance is a fundamental right granted to individuals in many cultures and religions, including Islam. This article delves into the significance of inheritance and the rightful claim of daughters as emphasized in Islamic teachings. It begins by highlighting the importance of inheritance in maintaining social justice and economic stability within families and communities. By referencing the Quran and Hadith, the article underscores that daughters are unequivocally entitled to a share of their family's estate.
The study then transitions to an examination of the practical implementation of inheritance laws for daughters in various provinces of Pakistan. It explores the regional differences and specific procedures that affect how these laws are applied, providing a comprehensive overview of the current landscape. A key component of the article is the identification and analysis of ten major barriers that frequently obstruct women from obtaining their rightful inheritance. These obstacles range from socio-cultural practices and legal ambiguities to familial pressures and lack of awareness. Through a rigorous research methodology, combining both qualitative and quantitative data, the article presents an in-depth analysis

of these issues. The methodological approach of this study is both investigative and analytical. Purpose of writing this article is to provide a nuanced understanding of the complexities surrounding women's inheritance rights and to offer practical recommendations for overcoming these barriers. By shedding light on the multifaceted challenges faced by daughters in securing their inheritance, this article seeks to promote greater awareness and encourage the implementation of reforms that ensure equitable distribution of property according to Islamic principles and Pakistani law.

Keywords: *Inheritance, Daughters' rights, Legal implementation, Social justice, Socio-cultural barriers, Women's rights*

تعارفِ موضوع

اسلام سے قبل دنیا کی مختلف تہذیبوں اور معاشروں کا جائزہ لیں اور عورت کی حیثیت کو پہچاننے کی کوشش کریں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ عورت بہت مظلوم اور معاشرتی و سماجی عزت واحترام سے محروم تھی اسے تمام برائیوں کا سبب اور قابل نفرت تصور کیا جاتا تھا۔ یونانی، رومی، ایرانی اور زمانہ جاہلیت کی تہذیبوں اور ثقافتوں میں عورت کو ثانوی حیثیت سے بھی کمتر درجہ دیا جاتا تھا اسلام سے پہلے عربوں کی نظر میں تو عورت خود مال کی حیثیت رکھتی تھی جسے وراثت کے طور پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ درحقیقت عورت کی عظمت، احترام اور اس کی صحیح حیثیت کا واضح تصور اسلام کے علاوہ کہیں نظر نہیں آتا۔ اسلام نے عورت کو مختلف نظریات و تصورات کے محدود دائرے سے نکال کر بحثیت انسان عورت کو مرد کے یکساں درجہ دیا۔[1] قبل از اسلام جہاں دیگر معاملات میں عورت کی تذلیل کی جاتی تھی وہیں پر اسے وراثت سے بالکلیہ محروم رکھا جاتا تھا۔

ابو بکر جصاص الرازی زمانہ جاہلیت کی وراثت کے تقسیم کے طریقہ کار کے بارے میں رقم طراز ہیں: جاہلیت کے زمانے میں دو چیزوں کی بنیاد پر لوگ وراثت کے حقدار بنتے تھے ایک نسب اور دوسرا قربت، نسب کی بنیاد پر جن لوگوں کو وراثت کی بنیاد پر حصہ ملتا تھا ان میں بچے اور عورتیں شامل نہیں ہوتے تھے بلکہ صرف ان لوگوں کو وراثت میں سے حصہ ملتا تھا جو گھوڑوں کی پشت پر سوار ہو کر دشمن سے لڑ سکیں۔[2]

[1] فصیل الرحمان ہلال، اسلامی معاشرہ اور اسلام کا نظام وراثت (دیوبند: دار السلام، 1998ء)، 2/126۔

[2] ابو بکر جصاص، الرازی، الحنفی، احکام القرآن، (بیروت: دار احیاء تراث العربی، 1991ء)، 2/75۔

زمانہ اسلام کے ابتدائی ایام میں بھی وراثت اسی طریقہ کار پر تقسیم ہوتی تھی جس طریقہ پر زمانہ جاہلیت میں تقسیم ہوتی تھی پھر شارع علیہ السلام کی طرف سے وراثت کی تقسیم کے ایسے عادلانہ اور منصفانہ طریقہ سے آگاہ کیا گیا جس میں متوفیٰ کے تمام ورثاء کو ان کی ضرورت کے مطابق حصہ دار بنایا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا"[3]

"مردوں کے لیے ان کے والدین اور اقربا کی وراثت میں ایک حصہ ہے اور عورتوں کو لیے بھی حصہ مقرر ہے خواہ ترکہ کم ہو یا زیادہ"

دوسری آیتِ مبارکہ میں اس کی مزید وضاحت فرمادی:

"يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ"[4]

اللہ رب العزت تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے

قرآن مجید کا یہ ایک ایسا ضابطہ و قاعدہ ہے جس نے بیٹوں اور بیٹیوں دونوں کو حق میراث دیا اور دونوں کے حصے بھی مقرر فرمادیے اور اس کے ساتھ ہی یہ قاعدہ بھی معلوم ہو گیا کہ جب میت کی ورثاء میں بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہوں تو ان کے حصے میں جو مال آئے گا وہ اس طریقہ پر تقسیم کیا جائے کہ ہر بیٹے کو بیٹی کے مقابلے میں دوگنا حصہ دیا جائے گا۔ قرآن وسنت نے مسلمان عورت کو حق وراثت حق جائیداد اور حق ملکیت دیا ہے مگر عمومی طور پر مسلمانوں اور خصوصی طور پر پاکستانیوں میں عملی صورت اس سے قدرے متصادم ہے اس معاملہ میں بیٹیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا ہے اور ان کو اپنے ورثاء کے حق وراثت سے عملاً محروم کر دیا جاتا ہے جس کی متعدد صورتیں معاشرہ میں رائج ہیں مثلاً تاجروں میں عام طور پر یہ رواج ہے کہ لڑکوں کو کاروبار میں باپ کا شریک بنایا جاتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ کاروبار، کارخانے، زمین، املاک اور دیگر اثاثے صرف بیٹوں کو ہی دیے جائیں جب کہ بیٹیوں کو صرف جہیز

---

[3]سورۃ النساء7:4۔

[4]سورۃ النساء11:4۔

دے کر باقی تمام اموال وجائیداد سے محروم کیا جاتا ہے اسی طرح زمین داروں کے ہاں زمین کے وارث صرف بیٹے ہی ہو سکتے ہیں بیٹیاں نہیں۔

اکثر جاگیر دار اپنی بیٹیوں کی شادی دوسرے خاندان میں صرف اس وجہ سے نہیں کرتے کہ ہماری جائیداد کہیں دوسرے خاندان میں نہ چلی جائے چنانچہ عصری ، سماجی حالات کے پیش نظر یہ ضروری ہو گیا ہے کہ خواتین کے حق میراث کے متعلق شرعی تعلیمات کو واضح انداز میں اجاگر کیا جائے تاکہ اس سلسلہ میں درپیش مسائل کا مناسب حل تلاش کیا جائے۔

مرد وعورت کی وراثت میں کمی زیادتی کی حکمت

اسلام نے مرد کے ساتھ ساتھ عورت کو بھی وراثت میں حصہ دار بنایا ہے، البتہ مرد کا حصہ عورت کی بنسبت زیادہ ہے لیکن اس فرق میں کئی حکمتیں اور اجتماعی فوائد پنہاں ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم بھی حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ مفسرین، علماء، فقہاء اور اہل دانش نے مرد اور عورت کے حصوں کی کمی و بیشی کی حکمت و مصلحت کو اپنی فہم اور بصیرت کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

حافظ ابن کثیرؒ اس کا فلسفہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کے حصوں میں فرق اس لیے رکھا ہے کہ مردوں پر جو ضروریات ہیں، وہ عورتوں پر نہیں۔ مثلاً اپنے متعلقین کے کھانے پینے اور دیگر اخراجات کی کفالت۔ اس لیے مردوں کو ان کی ضروریات کے مطابق عورتوں سے دوگنا حصہ دی "[5]

علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ عورت کے اخراجات کم ہیں کیونکہ اس کے اخراجات کا بوجھ اس کا شوہر برداشت کرتا ہے، جبکہ مرد کے اخراجات زیادہ ہیں کیونکہ اسے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا پڑتا ہے، اس لیے اسے زیادہ مال کی ضرورت ہوتی ہے۔[6]

---

[5] ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، تفسیر القرآن العظیم، (لاہور: سہیل اکیڈمی، 1982ء)، 1/459۔

[6] رازی، فخر الدین بن ضیاء الدین، مفاتیح الغیب، (بیروت: دار الفکر، 1421ھ)، 2/234۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

شاہ ولی اللہؒ اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حقوق کی حفاظت وحمایت مردوں کی ذمہ داری ہے اور مرد کو کئی مواقع پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہمیشہ اس پر زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اس لیے درست بات یہی ہے کہ میراث میں انہیں زیادہ حصہ دیا جائے"۔[7]

ڈاکٹر اسرار کی رائے

ڈاکٹر اسرار احمدؒ لکھتے ہیں: "اسلام معاشی ذمہ داریوں کا تمام تر بوجھ مرد کے کندھوں پر ڈالتا ہے اور اپنی جسمانی ساخت، توانائیوں اور صلاحیتوں کے لحاظ سے وہی اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل ہے، لہذا وراثت میں عورت کے مقابلے میں اس کا دوہرا حصہ رکھا گیا ہے"

معاصر علماء وفقہا کی رائے

بعض معاصر علماء وفقہا کی رائے یہ ہے کہ عورت کا حصہ مرد سے آدھا اس کی جسمانی کمزوری اور عقلی صلاحیتوں کی کمی کی وجہ سے ہے، لیکن یہ نقطہ نظر آج کل کے دور میں درست نہیں ہوتا جہاں خواتین زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے شانہ بشانہ اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکی ہیں۔[8]

اسلام میں عورت کی وراثت کی مختلف صورتیں

معاشرتی نظام میں انسان کی قدر ومنزلت اس کی معاشی حیثیت پر منحصر ہوتی ہے۔ جس کے پاس مال ودولت ہو، لوگ اس کی عزت کرتے ہیں، اور جس کے پاس کچھ نہ ہو، اسے محکوم بنالیا جاتا ہے۔ اسلام کے علاوہ دیگر معاشرتی نظاموں نے عورت کو معاشی لحاظ سے کمزور رکھا، جس کے باعث وہ بے بسی اور مظلومیت کا شکار ہوگئی۔ جدید مغربی تہذیب نے اس مظلومیت کا حل نکالنے کی کوشش کی اور عورت کو گھریلو ذمہ داریوں سے باہر نکال کر فیکٹریوں اور اداروں

---

[7] شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، مترجم: مولانا عبدالرحیم، (لاہور: قومی کتب خانہ، 1983ء)، 2/515۔

[8] ڈاکٹر اسرار احمد، اسلام میں عورت کا مقام، (لاہور: مکتبہ جدید شارع فاطمہ جناح، س:ن)، ص 11۔

میں کام کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس سے عورت کی دیگر مشکلات میں اضافہ ہوا۔ اسلام نے ان حالات میں اعتدال کا راستہ اپنایا اور عورت کو وراثت کا حق دیا تاکہ وہ اپنے مال کی مالک اور خود مختار ہو سکے۔ چونکہ اسلام میں عورت پر معاشی ذمہ داری نہیں ہوتی، بلکہ وہ دوسروں سے وصول کرتی ہے، اس لیے اس کا مال محفوظ رہتا ہے۔ مرد کا حصہ عورت سے دوگنا ہوتا ہے کیونکہ اسے عورت، بچوں، اور والدین پر خرچ کرنا ہوتا ہے، جس سے عورت کی معاشی حالت مستحکم رہتی ہے۔ اسلام کے دیے گئے معاشی حقوق کی بنا پر ایک مسلمان عورت ہمیشہ شکر گزار رہتی ہے۔ اسلام عورت کو ماں، بیٹی، بہن، بیوی، پوتی، اور دادی کی حیثیت سے وراثت کے حقوق عطا کرتا ہے۔

پاکستان میں بیٹیوں کو حصولِ وراثت میں درپیش مسائل:

اسلام اور قانون عورت کے حق وراثت اور حق جائیداد و ملکیت کو تسلیم کرتے ہیں، مگر پاکستان میں عملی صورت حال اس کے برعکس ہے۔ تقریباً ہر برادری میں یہی کوشش ہوتی ہے کہ کاروبار اور کارخانے بیٹوں کو ملیں جبکہ بیٹیوں کو صرف جہیز دیا جائے۔ پاکستان کے ہر صوبے میں عورت کی وراثت کے حوالے سے صورت حال افسوسناک ہے۔[9] ذیل میں ہر صوبے میں عورت کی وراثت کی صورتحال کا ایک مختصر اجائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

پنجاب

پنجاب میں لڑکیوں کو عموماً لڑکوں کے مقابلے میں وراثت میں کوئی حصہ نہیں دیا جاتا۔ جائیداد کا اصل وارث لڑکا ہی سمجھا جاتا ہے، جبکہ لڑکیوں کو عموماً جہیز کے نام پر کچھ علیحدہ دے دیا جاتا ہے۔ عورتوں کے حقوق کے حوالے سے کام کرنے والے ادارے کی رپورٹ کے مطابق پنجاب میں عورتوں کی وراثت کی عملی صورت حال کچھ یوں ہے کہ اگر صرف لڑکیاں ہی وارث ہوں تو غیر منقولہ جائیداد عورتوں کے نام نہیں کی جاتی، بلکہ زمین چچا کے قبضے میں رہتی ہے۔[10] پنجاب کے دو بڑے ڈویژن، ملتان اور بہاولپور کے علاقوں میں، عورتوں کو وراثت سے محروم رکھنے کے لیے مختلف حربے اختیار کیے جاتے ہیں۔ ان حربوں میں "حق بخشوانا"، لڑکیوں کی شادی نہ کرنا، اور قرآن سے شادی کر دینا

[9] رشیدہ پٹیل، پاکستانی عورت کی سماجی و قانونی حیثیت، (کراچی: کل پاکستان انجمن خواتین، ۱۹۸۱ء)، ص270۔

[10] ڈاکٹر امیر فیاض، مسلمان عورت اور یورپی سازشیں، (منگورہ: میڈیا سروسز سوات، ۲۰۰۵ء)، ص258۔

شامل ہیں۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ جائیداد خاندان سے باہر نہ جائے۔ بہن کو زبردستی بھائیوں کے حق میں جائیداد سے دستبردار کرایا جاتا ہے۔ [11]

سندھ:

سندھ کے علاقوں میں عموماً عورتوں کو جائیداد میں حصہ نہیں دیا جاتا، اور ان کا جہیز ہی ان کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اردو بولنے والے خاندانوں میں بیٹیوں کو بھاری جہیز وراثت کے نام پر دیا جاتا ہے، اور اگر کسی عورت کو حصہ دیا بھی جاتا ہے تو وہ اکثر خود اس سے دستبردار ہو جاتی ہے۔ زیادہ تر عورتوں کو اراضی کی وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے، اور بعض اوقات انہیں نقدی یا چھوٹا سا گھر دیا جاتا ہے۔[12]

جاگیر دار عموماً عورتوں کی جائیداد پر غاصبانہ قبضہ کر لیتے ہیں اور بعض اوقات جائیداد کی وجہ سے عورتوں کو خفیہ طور پر قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔ سندھ میں قرآن سے شادی جیسے مکروہ فعل کو متبرک سمجھا جاتا ہے۔ لڑکیوں کو قرآن سے شادی کے نام پر نکاح کا حق بخشوا لیا جاتا ہے تاکہ مال وراثت خاندان سے باہر نہ جائے، جس کے نتیجے میں لڑکیاں ساری زندگی اپنے والد کے گھر میں قید ہو کر گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔[13]

بعض اوقات جاگیر دار گھرانوں میں لڑکیوں کی شادیاں ان کے چچا یا تایازاد کے ساتھ کر دی جاتی ہیں تاکہ جائیداد یا زمین خاندان سے باہر نہ جائے۔ جہاں خاندان میں شادی کرنا ممکن نہیں ہوتا، وہاں بیٹی کو حق بخشوانے پر مجبور کیا جاتا ہے، یعنی اس کی شادی قرآن سے کر کے اسے شادی کے تمام فوائد سے محروم کر دیا جاتا ہے۔[14]

---

[11] رابن ہوی، مترجم: ڈاکٹر مبشر الحق، اسلامی سماج، (دہلی: کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۱ء)، ص 298۔

[12] ارشاد احمد پنجابی، پنجاب کی عورت، (لاہور: ادارہ تخلیقات پاکستان، ۱۹۷۶ء)، 595۔

[13] شرکت گاہ، عورت قانون اور معاشرہ، (لاہور: شرکت گاہ، ۱۹۹۶ء)، ص148۔

[14] محبت حسین اعوان، اسلام، قانون اور مظلوم پاکستانی عورت، ص:85۔

کئی مواقع پر، جاگیر دار خاندانوں میں لڑکیوں کی شادیاں ان کے چچا یا تایازاد بھائیوں کے ساتھ کر دی جاتی ہیں تاکہ جائیداد یا زمین خاندان سے باہر نہ جاسکے۔ جہاں خاندان میں شادی ممکن نہیں ہوتی، وہاں بیٹی کو حق بخشوانے کے رسم ورواج پر مجبور کیا جاتا ہے، یعنی اس کی شادی قرآن سے کر کے اسے شادی کے تمام حقوق اور فوائد سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

خیبر پختونخواہ:

سرحدی علاقوں میں، عموماً عورتوں کو غیر منقولہ جائیداد میں حصہ نہیں دیا جاتا۔ تاہم، ڈیرہ اسماعیل خان، مردان، اور صوابی میں کچھ جگہوں پر بیٹیوں کو منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد میں حصہ دیا جاتا ہے۔ کئی علاقوں میں، زیورات اور گھریلو سازوسامان ہی بیٹیوں اور بہنوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ لڑکوں کی موجودگی میں، عورتیں زمین کی وارث نہیں بن سکتیں۔[15] بیواؤں کے لیے وراثت کا کوئی الگ تصور موجود نہیں ہے، اور انہیں عموماً جائیداد میں وارث کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا۔[16]

بلوچستان:

بلوچستان میں اکثر عورتوں کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا، اور بہت کم مواقع پر انہیں نقد رقم یا دیگر منقولہ جائیداد فراہم کی جاتی ہے۔ بیواؤں کی جائیداد ہتھیانے کے لیے انہیں سسرال میں کسی اور سے دوبارہ شادی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات، بلوچی شوہر بستر مرگ پر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ جائیداد سے محروم ہو جاتی ہے۔[17]

عورتوں کو جائیداد سے محروم رکھنے کے لیے مرد بستر مرگ پر بھی اللہ کے حکم کی پرواہ نہیں کرتے، اور مرتے وقت اپنی بیوی کو طلاق دے کر بدترین عمل سے بھی نہیں گھبراتے۔ یہ عمل اس بات کا غماز ہے کہ اس معاشرے میں

[15] ڈاکٹر امیر فیاض، مسلمان عورت اور یورپی سازشیں، ص:91۔
[16] محبت حسین اعوان، اسلام، قانون اور مظلوم پاکستانی عورت، ص:86۔
[17] ایضا:148

عورتوں کے بنیادی حقوق کس طرح پامال کیے جاتے ہیں۔ عورتوں کو جائیداد سے محروم رکھنے کے لیے مختلف حیلے بہانے کیے جاتے ہیں، اور صرف یہی نہیں، بلکہ ان پر ظلم و تشدد بھی کیا جاتا ہے۔[18]

حصول وراثت میں بیٹیوں کو درپیش مسائل کی وجوہات و محرکات:

اسلام عورت کو وراثت کا حق دیتا ہے، مگر معاشرہ جبر کرکے ان کے حقوق کو سلب کر رہا ہے۔ نہ صرف دنیادار، بلکہ بڑے بڑے دیندار بھی عورتوں کو جائیداد میں ان کا شرعی حصہ دینے سے کتراتے ہیں اور اس کے لیے مختلف حربے اور بہانے بناتے ہیں۔ اس طرح، بیٹیاں وراثت میں اپنا حصہ لینے کے لیے بے شمار مسائل کا سامنا کر رہی ہیں۔ اس کے پیچھے ممکنہ وجوہات درج ذیل ہیں:

اسلامی تعلیمات کا فقدان:

ہمارے اس معاشرے میں وراثت کی عدم ادائیگی ایک سنگین مسئلہ بن چکی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ وراثت کی ادائیگی کی اہمیت، اس کے ثمرات اور عدم ادائیگی کے ہولناک انجام سے ناواقفیت ہے۔ عمومی طور پر مسلمان اس سے بے خبر ہیں، جبکہ قائدینِ ملت ، علماء، ائمہ، اور دینی طبقے میں بھی اس موضوع پر سکوت پایا جاتا ہے۔ ان کی طرف سے قرآن کے اس واضح حکم کی طرف توجہ دلانے اور آگاہی بڑھانے کا کام اس سطح پر نہیں ہو سکا جس طرح ہونا چاہیے تھا۔

میراث کی تقسیم میں کتنی کوتاہی برتی جاتی ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ میراث کے مسائل اکثر علماء اور مفتیان کو یاد بھی نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ انہوں نے یہ مسائل پڑھے نہیں ہوتے، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان سے کوئی میراث کے مسائل پوچھنے والا ہی نہیں آتا۔ حالانکہ روزانہ ہزاروں مسلمان وفات پا رہے ہیں، مگر علماء کے پاس میراث کے مسائل پوچھنے والوں کی قطاریں نہیں لگتیں۔ اسلامی تعلیمات کا اتنا فقدان ہے کہ بہت سے لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ قرآن مجید میں وارثوں کا حق ادا نہ کرنے والوں کے لیے کتنے شدید عذاب کی وعید

---

[18] شرکت گاہ، عورت قانون اور معاشرہ، 148

ہے۔ بعض لوگ تو ملک کے قانون میں اپنے مطلب کے راستے تلاش کرتے ہیں، اور اس طرح وراثت کے مسائل کو پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔

وراثت کی عدم ادائیگی کا مسئلہ اسلامی معاشرے کے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی ہے، اور اس کے حل کے لیے علماء، قائدین، اور عوام سب کو مل کر کام کرنا ہوگا تاکہ قرآن کے احکامات کی روشنی میں حق کی ادائیگی کو یقینی بنایا جا سکے۔

مال و دولت سے لگاؤ

حصول وراثت کے مسائل کی ایک بڑی وجہ مال و دولت سے لگاؤ ہے۔ دولت ایسی چیز ہے جس سے سب انسان محبت رکھتے ہیں اور اسے دوسروں کو دینا نہیں چاہتے۔ لیکن کسی کی وراثت، خاص طور پر بہنوں اور بیٹیوں کا حق دبا لینا، ناحق مال کھانے میں شامل ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یٰاَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ"

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ"

یہ آیت واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ ناحق طریقے سے دوسروں کا مال لینا اور اس کا استعمال کرنا حرام ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور وراثت کی تقسیم میں انصاف اور حق کا خیال رکھیں تاکہ معاشرے میں عدل و انصاف قائم ہو سکے۔

عورتوں میں تعلیم و شعور کی کمی :

عورتوں میں جہالت اور لاعلمی بھی حصولِ وراثت میں درپیش مسائل کی ایک بڑی وجہ ہے۔ بیٹیوں کو تعلیم یافتہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ان کا حق وراثت کیا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے لئے مال و جائیداد میں کیا حصہ مقرر فرمایا ہے۔ یہ مسئلہ اس بات کو نمایاں کرتا ہے کہ خواتین کی تعلیم اور شعور بیداری کتنی اہم ہے تاکہ وہ اپنے حقوق سے آگاہ ہو سکیں اور انہیں حاصل کر سکیں۔ تعلیم اور آگاہی کے ذریعے ہی خواتین اپنے حقوق کا دفاع کر سکتی ہیں اور معاشرتی انصاف کو یقینی بنا سکتی ہیں۔

غیر اسلامی رسومات کی پیروی

مسلمانوں کے درمیان ہندوستانی سماج کے بہت سے رواج عام ہیں، ان میں سے ایک جہیز کی رسم ہے جو مسلمانوں میں ہندوستان سے منتقل ہو کر آئی ہے اور وبا کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ اس رسم میں عام مسلمان بھی گرفتار ہیں اور دین

دار طبقہ بھی، اور یہ بیٹیوں کے حصول وراثت کی راہ میں رکاوٹوں کی ایک بڑی وجہ ہے۔ جہیز کی رسم کی وجہ سے جہاں اور بہت سی خرابیاں آئی ہیں، وہیں اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا ہے کہ اسلام کا نظام وراثت معطل ہو گیا ہے۔ جہیز کے نام پر چند برتن اور دوسری اشیاء دے کر بیٹیوں اور بہنوں کو جائیداد سے محروم رکھنے کی روایت ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکی ہے۔

مسلمانوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ عورتوں کو حق وراثت سے محروم کریں یا پھر بیٹیوں کی شادی پر بے جا نمود و نمائش اور اسراف کرنے کے بعد انہیں یہ باور کرائیں کہ تمہاری شادی میں اتنا خرچہ ہو گیا، لہذا وراثت میں تمہارا کوئی حصہ نہیں بنتا۔ یہ انتہائی بد اخلاقی اور بد دیانتی والا عمل ہے اور اللہ کی ناراضگی کا موجب بنتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّه وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا"۔ ۔ ۔الخ"[19]

(اور تم قرابت دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی، اور مال کو الے تللے نہ اڑاؤ۔ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کی نعمتوں کا انکار کرنے والا ناشکرا ہے)

یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہمیں قرابت داروں کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے اور فضول خرچی سے بچنا چاہیے تاکہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اور معاشرتی انصاف قائم ہو۔

خاندانی بائیکاٹ کا ڈر

ہمارے ہاں صدیوں سے یہ رواج چلا آرہا ہے کہ بہنوں بیٹیوں کو ڈرا دھمکا کر یا بلیک میل کر کے خاندانی بائیکاٹ کی دھمکی دے کر حق وراثت نہ لینے پر قائل کیا جاتا ہے اور حق وراثت معاف کروایا جاتا ہے یہ معافی دل سے نہیں ہوتی بلکہ بھائیوں اور خاندان کے دوسرے لوگوں سے سوشل بائیکاٹ سے بچنے کی غرض سے ہوتی ہے چاہیے تو یہ کہ پہلے بہنوں اور بیٹیوں کا جو حصہ بنتا ہے وہ دے دیا جائے بعد ازاں از خود وہ معاف کر دیں یا واپس کر دیں تو یہ ان کی رضا مندی سمجھی جائے گی لیکن کبھی بھی کوئی ایسی صورت سامنے نہیں آئی جس میں بہن یا بیٹی کو حصہ دیا گیا ہو اور پھر اس نے اپنی خوشی سے واپس کیا ہو۔

---

[19] سورۃ بنی اسرائیل 26:17

بیٹیوں کی ان کی مرضی کے خلاف شادی کرانا

بیٹیوں کو حصول وراثت میں درپیش مسائل کی ایک بڑی وجہ ان کی شادی ان کی رضا اور پسند کے خلاف خاندان یا غیر خاندان میں ایسی جگہ کر دی جاتی ہے جہاں وراثت کا مطالبہ ہی نہ ہو سکے کیونکہ ان گھروں میں لڑکی کا اپنے میکے والوں سے وراثت کا مطالبہ کرنا معیوب حرکت سمجھی جاتی ہے، اکثر جاگیر دار خاندانوں میں لڑکیوں کی شادیاں ان کی رضاء مندی کے بغیر ہوتی ہیں تاکہ ان کی زمین خاندان سے باہر نہ جاسکیں اس کے برعکس اسلام جس طرح مردوں کو وقار کے ساتھ پسند کی شادی کی اجازت دیتا ہے اسی طرح عورتوں کو بھی حیا اور پاکیزگی کے ساتھ اپنا جیون ساتھی ساتھی منتخب کرنے کا پورا حق دیتا ہے۔

نکاح کے معاملہ میں عورت کی رضا اور پسندیدگی کا اہم ہونا آپ کے فرامین میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شوہر دیدہ عورت سے مشورہ کیے بغیر اور کنواری کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے صحابہ نے عرض کیا کنواری کی اجازت کسی طرح ہوگی؟ آپ نے جوابا ارشاد فرمایا اس کی خاموشی ہی اس کی رضا سمجھی جائے گی[20] حضرت خنساء بنت حزام بیان کرتی ہیں کہ جب وہ بیوہ ہوئیں تو ان کا نکاح ان کی مرضی کے بغیر ان کے والد نے کر دیا اور یہ نکاح انہیں پسند نہیں تھا انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے اس معاملہ کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اس نکاح کو رد کر دیا[21]

سیدنا عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شوہر دیدہ عورت اپنے سرپرست کے مقابلہ میں اپنی جان کی زیادہ حق دار ہے اور کنواری سے اس کی مرضی پوچھی جائے گی اور اس کی رضا مندی کی علامت اس کی خاموشی ہے[22]

---

[20] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح ، (الریاض:مکتبہ دار السلام ، 1998ء)،کتاب النکاح ،باب لا ینکح الاب وغیرہ، 5077

[21] ایضا،باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق ولبکربالسکوت، 5079۔

[22] ایضا، 5127

ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی رضا کی شریعت مطہرہ میں بہت اہمیت ہے۔

بیٹیوں کو معاشرہ میں ذلت ورسوائی کا ڈر

بیٹیوں کے حق وراثت مانگنے پر خاندان والے بلکہ ان کے اپنے خونی رشتے ان کو معاشرے میں ذلیل ورسوا کرنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سی بیٹیاں اس ذلت ورسوائی کے ڈر سے اپنا حق میراث مانگتی ہی نہیں بعض رشتے دار تو ظلم وستم اور ناانصافی کی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ بیٹیوں کو تھانے کچہریوں اور جیلوں تک ذلیل وخوار کر دیتے ہیں اس ذلت ورسوائی سے بچنے کے لیے بھی بہت سے خواتین اپنے اس حق کو وصول کرنے سے رک جاتی ہیں۔

بڑھتی ہوئی مادیت

موجودہ دور حد سے بڑھی ہوئی مادیت کا دور ہے نئی نسل عموماً ایسے ماحول میں پرورش پا رہی ہے جہاں صرف مادی نقطہ نظر سے اٹھان ہوتی ہے جہاں اخلاق ہمدردی وغم گساری کی بجائے خودغرضی تنگ نظری ،انفرادیت پسندی جیسی خصلتیں پروان چڑھتی ہیں۔

دولت کی حرص ایسی پیدا ہوگئی ہے کہ حقیقی رشتے داروں حتی کہ ماں باپ اور بھائی بہنوں سے بھی بے لوث ہمدردی نہیں رہی صرف دنیا اور اس کے فوائد ہی پیش نظر رہتے ہیں محض اپنی ذات سے دلچسپی رہتی ہے کہ اسے آسائش زندگی سے آراستہ کرے یہ مادہ پرستانہ سوچ لوگوں کے حقوق سے بے پرواہ کر دیتی ہے یہی سوچ وراثت کی صحیح تقسیم سے بھی اس کو روک دیتی ہے انسان سوچتا ہے کہ ترکہ کو سب کے درمیان تقسیم کرنے سے اس کے مال میں کمی آجائے گی لہذا وہ تقسیم سے بچتا ہے اور حیلے بہانے تلاش کرتا ہے، مادیت انسان کے اندر حرص پیدا کر دیتی ہے۔مال کی ہوس ایسا زہر ہے جو خاندانی زندگی میں ناگواری گھول دیتا ہے خاندان میں کشمکش جنم لیتی ہے اور پورا خاندان سکون سے محروم ہو جاتا ہے یہ ہوس ایک دوسرے کی جان لینے اور مال ہڑپ کر لینے پر ابھارتی ہے غرض حرص وہوس ایسی برائی ہے جو وراثت میں حق داروں کے حق ادائیگی میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

لڑکیوں کے بارے میں غلط تصورات

وراثت کی ادائیگی میں سب سے بڑی رکاوٹ لڑکیوں کے بارے میں سماج میں پائے جانے والے غلط تصورات ہیں۔ دور جاہلیت میں عورتوں کو انسانی حقوق سے محروم رکھا گیا تھا، حتیٰ کہ لوگ بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ انہیں نہ صرف وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا تھا بلکہ انہیں خود مال وراثت سمجھا جاتا تھا اور تقسیم کیا جاتا تھا۔ آج بھی کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ عورت کے اپنے مالکانہ حقوق نہیں ہوتے۔ کئی بہنیں اور بیٹیاں سوچتی ہیں کہ اگر وہ وراثت میں اپنا حصہ لیں گی تو بھائیوں سے تعلقات خراب ہو جائیں گے اور میکے سے تعلق ختم ہو جائے گا۔ عورتوں میں یہ شعور کم ہے کہ وراثت میں ان کا حق اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور یہ حق معاف کرنا ضروری نہیں ہے۔ معاشرت میں لڑکیوں کا اپنا حصہ معاف کرنا عام ہو چکا ہے، یا تو وہ خود کرتی ہیں یا پھر مجبور کیا جاتا ہے۔ سماج میں یہ بھی تصور عام ہے کہ بہنوں اور بیٹیوں کی شادی میں خرچ کی گئی رقم وراثت کا بدل ہے اور اس وجہ سے انہیں وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح، مکان کو تقسیم نہ کرنے کا رواج بھی ہے کیونکہ اسے خاندان کے بزرگوں کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔

آخرت سے غفلت

مسلمان ہونے کے لیے عقیدہ آخرت کو تسلیم کرنا اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگرچہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والا فرد بظاہر مسلمان ہوتا ہے اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، مگر اس عقیدے کا اثر اس کے ذہن و دل پر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ سے عمل میں کوتاہی رہتی ہے جو صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ حقوق العباد میں زیادہ ہوتی ہے۔ عقیدہ آخرت کی کمزوری کے باعث لوگ دوسروں کے مال کو بے دریغ ہڑپ کر لیتے ہیں اور انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔

اکثر بھائی، بہنوں اور دیگر رشتہ داروں کے درمیان وراثت کے معاملے میں جھگڑے اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب بھائی اپنی بہنوں یا دوسرے بھائیوں کو وراثت میں حصہ نہیں دیتے تو مقدمے بازی ہوتی ہے اور زندگی کے قیمتی لمحات عدالتوں کے چکر میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھار نوبت قتل و خون ریزی تک پہنچ جاتی ہے۔ وراثت کی عدم ادائیگی کی ایک بڑی وجہ عقیدہ آخرت کا کمزور ہونا ہے۔ اگر آخرت کی فکر ہوتی تو کوئی بھائی اپنی بہن کا حق ناجائز طریقے سے نہ کھاتا۔

سفارشات

بیٹیوں کو حصول وراثت میں درپیش مسائل کے حل کے لئے مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

- موجودہ وراثتی قوانین میں اصلاحات کی جائیں تاکہ خواتین کے حقوق کو مضبوط بنایا جاسکے۔
- وراثتی قوانین کی پیچیدگیوں کو دور کرنے کے لئے جامع اور سادہ قوانین مرتب کیے جائیں۔
- وراثت کے حقوق کے بارے میں عوامی شعور بڑھانے کے لئے مہمات چلائی جائیں۔
- تعلیمی اداروں اور میڈیا کے ذریعے خواتین کو ان کے حقوق کے بارے میں آگاہ کیا جائے۔
- خواتین کے لئے قانونی مدد کے مراکز قائم کیے جائیں جہاں وہ وراثت کے حقوق کے بارے میں مشورہ لے سکیں۔
- خواتین کو عدالتوں میں اپنے حقوق کے حصول کے لئے مفت قانونی معاونت فراہم کی جائے۔
- معاشرتی سطح پر روایتی اور صنفی تعصبات کو ختم کرنے کے لئے مہمات چلائی جائیں۔
- مذہبی اور سماجی رہنماؤں کو شامل کر کے خواتین کے حقوق کے بارے میں مثبت رویے پیدا کیے جائیں۔
- وراثتی قوانین کے عملدرآمد کے لئے مخصوص ادارے قائم کیے جائیں۔

ان سفارشات پر عمل درآمد سے خواتین کو وراثت کے حقوق کے حصول میں درپیش مسائل کے حل میں مدد مل سکتی ہے اور ان کے حقوق کا تحفظ یقینی بنایا جاسکتا ہے۔